(۹۲)

سورۂ لیل

مکۂ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اس میں اکیس آیتیں ہیں

ماقبل سے ربط اس سورت شریفہ کی مناسبت، ماقبل سورت سے اس طرح ہے کہ دونوں سورتوں کی ابتدا قسموں کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اور دونوں میں اتقی اور اشقی کا بیان آیا ہے۔ نیز لیل و نہار کا ذکر بھی دونوں میں موجود ہے اور آخرت کی فلاح و کامیابی اور ناکامی کا بیان بھی دونوں میں ہے۔ اس لحاظ و اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ مابعد والی سورت، ماقبل سورت کا تتمہ و تکملہ ہے فرق اس قدر ہے کہ سورت ماقبل کی ابتدا والشمس سے ہوئی تھی جو ظہور نہار کا موجب ہے اور اس سورت شریفہ کی ابتدا واللیل سے ہو رہی ہے جس کا وجود

عہ سورۂ لیل کے مکی یا مدنی ہونے میں اختلاف ہے۔ جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ شریفہ مکیہ ہے اور ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ یہ سورت مدنیہ ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس کا کچھ حصہ مکہ مکرمہ میں اور کچھ مدینۂ منورہ میں نازل ہوا۔ یہ اختلاف اس کے شان نزول پر مبنی ہے جس کی تفصیل بہ ضمن تفسیر آئے گی۔

غروب شمس کے بعد ہوتا ہے۔ نیز ما قبل سورت کا خاتمہ ناکام کی ناکامی پر ہوا تھا اور اس کا خاتمہ کامیاب کی کامیابی پر ہو رہا ہے۔ و للہ الحمد۔

شان نزول جمہور مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ سورت شریفہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوی۔ بلکہ اس پر اجماع بھی منقول ہے بعض روایات یہ ہیں کہ یہ سورت حضرت ابوالدحداح انصاری رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوی۔ اور اس کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک منافق کے گھر میں ایک درخت خرما تھا۔ اس کے بازو والے مکان میں یتیم بچے رہتے تھے۔ یہ درخت یتیموں کے گھر کی طرف جھکا ہوا تھا ہوا سے کچھ کھجوریں دار الیتامیٰ میں ٹپک پڑتیں اور یتیم بچے ان کو اٹھا لیتے۔ منافق کو یہ صورت بہت ناگوار گزرتی' اس نے دربار رسالت میں شکایت کی' حضور اکرمؐ نے جواباً یہ مشورہ دیا کہ یہ درخت یتیموں کے لئے ہبہ کردو۔ ہم تم کو جنت میں ایک درخت خرما دلا دیتے ہیں جو ہمیشہ بار آور رہیگا اور تم اس سے مستفید ہوتے رہوگے۔ منافق کو یہ مشورہ پسند نہ آیا۔ آخر ابوالدحداح انصاریؓ نے اس کو خرید لیا اور ان یتیموں کے لئے ہبہ کردیا۔ اس پر یہ سورت شریفہ نازل ہوی۔ یہ واقعہ ظاہر ہے کہ مدینہ منورہ کا ہے اور اسی بنا پر اس سورت کو مدنیہ کہا گیا ہے مگر قول اول ہی کو ترجیح ہے جو قول جمہور ہے۔ وجہ ترجیح کا بیان

تفسیر کے ضمن میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ 2-1

وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ وَمَا خَلَقَ 2-2

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰۤی ۙ اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰی ؕ قسم ہے رات کی جب وہ 2-3

چھا جائے، اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو، اور قسم ہے اس کی جس نے پیدا 2-4

کئے نر و مادہ، بے شک تمھاری کوششیں مختلف ہیں۔

جیسی سعی ویسا ثمرہ

یعنی رات جو ہر چیز پر اپنی تاریکی کی سیاہ چادر ڈال کر سب پر چھا جاتی اور سب کو چھپا دیتی ہے جس کے نتیجہ میں ہر متحرک جاندار اپنے اپنے ٹھکانے پر آکر ساکن ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بے جان مگر متحرک مشنریاں جو دن بھر کام کرتی رہتی ہیں وہ بھی رات کو غیر متحرک اور ساکن ہو جاتی ہیں، یہ رات گواہ ہے ہمارے آنے والے دعوے کی صداقت پر۔ نیز دن جب وہ روشن ہو جائے اور اس کی روشنی چار دانگ عالم میں پھیل جائے تو سکون پذیر اجسام میں پھر جوش حرکت پیدا ہو جاتا ہے اور انگڑائی لے کر ہر متنفس جاگ اٹھتا اور اپنے مقصد کی طرف حرکت کرنے والا ہو جاتا ہے۔ یہ روز روشن بھی گواہ ہے۔ اسی طرح جس

ذات عظیم القدرت نے متضاد کیفیات والے رات دن بنائے نر و مادہ بھی پیدا کئے۔ یہ نر و مادہ بھی متضاد اوصاف و کمالات کے حامل ہیں۔ خواہ وہ عام مرد اور عورت ہوں یا خاص آدم و حوا علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام خواہ اس میں حیوانات نر و مادہ کو بھی شریک کر لیا جائے بلکہ نر و مادہ درختوں تک۔ اس کو وسعت دی جائے یا جمادات میں سے کنجی و قفل اور نر و مادہ جو مختلف اشیاء کی صورت میں بنائے جاتے ہیں ان میں بھی جو متضاد اوصاف ہوتے ہیں ان سب کو مراد لیا جائے چونکہ ان سب کی تخلیق اللہ سبحانہ کی قدرت اور اس کی توفیق کی بنا پر ہے لہذا خالق عظیم القدرۃ کی قسم ہے اور وہ ذات قدسی صفات بھی گواہ ہے اس پر کہ اے اولاد آدم! تمہاری کوششیں مختلف النوع ہیں۔ اور باہم متضاد۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ چند آدمی ایک ہی کام کر رہے ہوں خواہ دنیا کا جیسے کسی کارخانے کے کاریگر، خواہ عقبی کا جیسے نماز باجماعت۔ پھر بھی ان کی دلچسپی یا نیتوں کے لحاظ سے ان کے کام مختلف ہوں گے۔ پھر ظاہر ہے کہ اس کے نتائج اور ثمرات بھی یکساں نہیں ہو سکتے۔ ضرور ان میں اختلاف رہیگا۔ اسی طرح جزائے اعمال بھی مختلف ہوگی۔ ان سعیکم لشتی جواب قسم ہے اور اسی کو ذہن نشین کرنے کے لئے مذکورہ قسمیں بیان ہوئی ہیں اور ہر ایک مقسم بہ کو یعنی جس کی قسم دی گئی گواہ قرار

دیا گیا ہے۔ حضرت ابو مالک اشعریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔ کل الناس یغدو فبائع نفسہ فمعتقھا اوموبقھا (بغوی) ہر شخص صبح روانہ ہوتا ہے پھر اپنے آپ کو بیچتا ہے کوئی اپنے آپ کو آزاد کراتا ہے (راہ خدا میں بیچ کر) اور کوئی خود کو ہلاک کرتا ہے (نفس وشیطان کی راہ میں فروخت کرکے)۔"

رات کی اہمیت رہے خاصان خدا اور مقبولان بارگاہ۔ ان کی شان ہی اور ہے۔ صاحب کشف الاسرار ان آیات کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ شب را مرتبتے و شرفے داد کہ آں را در قرآن مجید محل قسم خود گردانید، وایں شرف ازاں یافت کہ شب درآید دوستان خدا تنہا در مناجات شوند، ہمہ شب شراب صفا می نوشند، وخلعت رضا می پوشند، وعتاب محبوب ہمی نوشند، وچوں وقت سحر باشد کہ فرمان رسد، تا درہائے ایں قبۂ پیروزہ باز کشایند، ودامن ہائے سرادقات عرش مجید بر اندازند، ومقربان حضرت بامر حق خاموش شوند، آنگہ جبار کائنات در علو وکبریائی خود خطاب کند کہ الا قد خلا کل حبیب بحبیبہٖ فاین احبائی۔ یعنی ہر دوستے با دوست خود

92-5 درخلوت وشادی آمدند' دوستان من کجا اند؟

92-6 92-7 فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ

92-8 لِلْيُسْرٰى ۗ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ

92-9 92-10 فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۗ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۗ

92-11 پھر جس کسی نے دیا اور پرہیزگاری اختیار کی' اور سچ جانا بھلی بات کو' تو ہم آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے اس کو انتہائی آسانی میں' اور وہ جس نے نہ دیا اور بے پروا بنا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو' تو اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے انتہائی سختی میں اور کام نہ آئے گا اس کے اس کا مال' جب وہ گڑھے میں گر یگا۔"

حضرت بلالؓ کی آزادی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:—

ان ابا بکر الصدیقؓ اشتری بلالاؓ من امیة بن خلف وابی بن خلف ببردة وعشر اواق فاعتقه لله فانزل الله ان سعیکم لشتی سعی ابی بکر وامیة وابی الی قوله وکذب بالحسنی (ابن ابی حاتم' ابوالشیخ' ابن عساکر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور اس کے بھائی اُبی بن خلف سے ایک بردیمانی اور دس اوقیہ دے کر خرید کیا۔ پھر ان کو راہ خدا میں آزاد کر دیا تو یہ

آیات کریمہ ان سعیکم لشتی سے وکذب بالحسنیٰ تک نازل ہوئیں جن میں حضرت ابوبکرؓ کی سعی اور کوشش نیز امیہ اور اُبی کی مساعی اور کوششوں کا فرق ظاہر فرمایا گیا۔" دوسری روایت میں ہے کہ نسطاش نامی غلام جس کی قیمت میں ہزار دینار تھی اس کو دے کر حضرت بلالؓ کو خرید فرمایا۔ ایک روایت یہ ہے کہ آدھ سیر سونا دیکر خرید فرمایا۔

حضرت بلالؓ کا اسلام | حضرت بلالؓ، امیہ اور اُبی کے غلام تھے۔ مسلمان ہو گئے تھے۔ اس پر امیہ ناراض ہو کر حضرت بلالؓ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتا تاکہ آپ دین اسلام سے نعوذ باللہ پھر جائیں۔ مگر اسلام کی صداقت و محبت حضرت بلالؓ کے دل میں کچھ اس طرح جاگزیں ہو چکی تھی کہ آپ ہر طرح کی تکالیف برداشت کرتے مگر ہمیشہ کلمہ حق آپ کی زبان پر جاری رہتا۔ ایک دن حضرت صدیق اکبرؓ نے دیکھا کہ امیہ نے حضرت بلالؓ کو عین دوپہر کے وقت گرم ریت پر لٹا دیا ہے اور آپ پر ایک گرم وزنی پتھر رکھ دیا ہے اور مارتا جا رہا ہے مگر اس حالت میں بھی آپ احد احد فرماتے جا رہے ہیں یعنی اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے امیہ سے کہا کہ محض مسلمان ہو جانے کی بنا پر ان کو ایسی تکلیف کیوں دے رہا ہے جو کسی سے دیکھی نہیں جاتی اس نے

کہا کہ اگر تکلیف دیکھ نہیں سکتے ہو تو خرید لو۔ حضرت صدیقؓ نے ان کو فوراً گراں قیمت پر خرید لیا اور ساتھ ہی آزاد بھی کر دیا۔ ظاہر ہے کہ حضرت صدیقؓ کی کوشش یہ تھی کہ ایک بندۂ خدا کو سہولت نصیب ہو اور اللہ سبحانہ کی خوشنودی حاصل ہو اور امیہؔ ابی کی کوشش یہ تھی کہ ایک حق گو کو حق سے ہٹا دے۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آگے ہر ایک کی تفصیل آ رہی ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى

فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى

لی تفسیر

جو کوئی راہ خدا میں دیتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اسی خوف خدا اور تقوی و پرہیزگاری کی بنا پر وہ کام کرتا ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان کاموں سے بچتا ہے جن سے اس نے منع فرمایا ہے نیز ہر اچھی سے اچھی چیز کو بھلی سمجھتا اور اس کی طرف ہمیشہ مایل رہتا ہے تو اللہ سبحانہ کی مدد اسکے شامل حال رہتی ہے۔ نیکی کی راہ پر چلنا اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ اس پر چل چل کر انتہائی سہولت کا مقام جو جنت ہے اس میں پہنچ جاتا ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ یا دوسری روایت کے لحاظ سے حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ۔ اور کچھ ان ہی مخصوص حضرات پر موقوف نہیں بلکہ ہر مسلمان جو ایسا طریقہ زندگی اختیار کرے وہ ان آیات کریمہ کا مصداق قرار

پا سکتا ہے۔ گو یہ آیات ان حضرات کی فضیلت و منقبت میں آئی ہیں مگر حکم عام ہے۔

فسنیسرہ للعسریٰ کی تفسیر | اسی طرح اس کے برعکس وَاَمَّا مَنۡ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ وَمَا یُغۡنِیۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ۔ اور جو کوئی (راہ خدا میں دینے سے) بخل کیا اور اس کے انجام سے بے پروا بنا رہا اور اچھی سے اچھی باتوں کو جھٹلاتا رہا تو ہم اس کو آہستہ آہستہ (اسی کی مرضی کے مطابق) تنگی اور سختی کی راہ ہموار کرتے رہیں گے (تا آنکہ وہ انتہائی تنگی اور سختی کے مقام پر پہنچ جائے گا جو دوزخ ہے۔ اور جب وہ ہلاک ہو کر قبر کے گڑھے میں ڈھکیل دیا جائے گا تو اس کا مال جو دنیا میں اس کو حاصل تھا اوس کے کچھ بھی کام نہ آسکیگا" حالانکہ اگر وہ چاہتا تو اس مال و دولت سے دنیا میں بھی فائدہ اٹھاتا اور آخرت کی فوز و فلاح بھی حاصل کر سکتا تھا۔ مگر بخل نے یہ راہ بند کر دی۔ یہ اُمیہ بن خلف اور اُبی بن خلف کا حال ہے نیز ان لوگوں کا حال بھی جو ایسی بد روش اختیار کریں۔

مسئلہ تقدیر اور اس کا حل | حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

ان سراقة بن مالك قال یا رسول الله فی ای شیئ نعمل ' افی شیئ تثبت فیه المقادیر وجرت فیه الاقلام ' ام فی شیئ

نستقبل فیہ العمل قال بل فی شیئ تثبت فیہ المقادیر وجرت فیہ الاقلام قال سراقۃ ففیم العمل اذن یارسول اللہ قال اعملوا فکل میسرلما خُلق لہ وقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الآیۃ فامامن اعطی واتقی الی قولہ فسنیسرہ للعسریٰ ۔ (امام احمدؒ مسلمؒ ابن حبانؒ طبرانیؒ ابن مردویہ) حضرت سراقہ بن مالکؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم روزانہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا شمار کس میں ہے؟ کیا اس اعمال نامے میں جس میں تقدیریں روز ازل سے درج ہیں اور قلم اس کے مطابق لکھ چکے ہیں؟ یا کسی ایسے اعمال نامے میں جس میں مستقبل (یعنی آئندہ) کے اعمال لکھے جاتے رہتے ہیں؟؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اس اعمال نامے میں جس میں تقدیریں روز ازل سے درج ہیں اور قلم اس کے مطابق لکھ چکے ہیں۔ پھر سراقہ نے عرض کیا (جب ازل سے لکھا جا چکا ہے تو) یارسول اللہ! ایسی حالت میں آئندہ کے عمل کا کیا ٹھکانا؟ اس پر حضورؐ انور نے فرمایا (ازل سے کیا لکھا ہوا ہے تمھیں کیا معلوم) تم اپنا عمل جاری رکھو اور اپنا کام کیا کرو۔ کیونکہ ہر شخص اسی کام کو سہل سمجھتا ہے جس کے کرنے کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات کریمہ فامامن اعطی واتقی سے فسنیسرہ للعسریٰ تک تلاوت

فرمائیں"۔

عرض فقیر | فقیر عرض کرتا ہے کہ مسئلہ تقدیر جو اہل علم کے نزدیک دشوار گزار مسئلہ
بنا ہوا ہے اس کو حضور روحی فداہ نے باتوں باتوں میں حل فرما دیا اور ہر شخص کی سمجھ میں
آ گیا کہ مسئلہ تقدیر کا تعلق علم الٰہی سے ہے اس کو کوئی جان نہیں سکتا۔ البتہ میدان
عمل ہر شخص کے سامنے ہے۔ اپنا عمل جاری رکھے۔ اگر کوئی جنت کے لئے پیدا
ہوا ہے تو اہل جنت کے اعمال اس کو سہل تر دکھائی دیں گے وہ جنتی کام کر کر کے
جنت میں جا داخل ہوگا۔ اور اگر کوئی کسی اور مقام کے لئے پیدا ہوا ہے تو وہ اسی
کے ساتھ مناسبت رکھنے والے کام کر کے اپنی جگہ پہنچ جائے گا۔ علم الٰہی جو قدیم اور
ازلی ہے کسی کی راہ عمل میں حائل نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے کام کو سہل جان کر اپنے
ارادے اور اختیار سے کرتا اور اس کا ثمرہ پاتا ہے۔

إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۝ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ۝ 92-12 92-13

بے شک ہمارا ذمہ ہے راہ سجھانا' اور ہمارے ہی ہاتھ میں ہے آخرت اور دنیا"۔

ان علینا للھدیٰ کی تفسیر | البتہ راہ راست کی سمجھ بوجھ دینا اور اس کو
واضح کر کے بتانا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی حق و باطل کی تمیز کرانا' حق کو ثابت
کرنے اور باطل کے ابطال کے لئے دلائل قائم کرنا' اور احکام بیان کرنا حلال و

حرام کا فرق ظاہر کرنا ہمارے ذمے ہے۔ چنانچہ رسولوں کو بھیج کر اور کتابیں نازل کر کے ہر زمانے اور ہر قوم کے لئے یہ سہولت پیدا کر دی گئی۔ اور آخر پر نبی آخر الزماں روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کر کے اور قرآن کریم جو آسمانی کتابوں میں سب سے آخری کتاب ہے اس کو نازل کر دیا گیا ہے اب قیامت تک تمام عالم کے لئے سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت قائم اور قرآن کریم کے احکام برقرار رہیں گے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کر کے اور قرآن حکیم کے حکیمانہ احکام کی تعمیل کر کے آخرت کی راہ درست کی جا سکتی اور بے کھٹکے آخرت کی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کو چھوڑ کر کوئی نہ آخرت میں فوز و فلاح پا سکتا ہے اور نہ اپنی دنیا ہی سدھار سکتا ہے۔ کیونکہ آخرت بھی ہمارے ہاتھ ہے اور دنیا بھی۔

ھدیٰ کے معنی و مراد | حضرت قتادہ رضؓ ان آیات کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

علی اللہ البیان بیان حلالہ وحرامہ وطاعتہ ومعصیتہ (عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ) ہر چیز کی وضاحت اور دعوے کی دلیل کے ساتھ بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اس کے حلال و حرام اور طاعت و معصیت ہر ایک کی توضیح ہم کر دیں گے۔" رہا اس پر قائم رہنا اور اس کے مطابق عمل کرنا وہ تمہارا کام ہے۔ کسی پر زیادتی اور دباؤ نہیں ڈالا جائے گا۔ جبر و اکراہ ہمارا

کام نہیں۔ جو کچھ کرنا ہو اپنے ارادے اور اپنے ہی اختیار سے کئے جاؤ۔ اور اس کی

جزا کے مستحق ٹھہرو۔

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ الَّذِىْ 92-14

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۗ پس میں نے تمھیں ڈرا دی خبر سنا دی آگ کی جو بھڑک رہی ہے 92-15

نہیں گرے گا اس میں مگر وہی جو بڑا ہی بدبخت ہے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔" 92-16

شقی کون ہے حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ

وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین نے ارشاد فرمایا:۔ لا یدخل النار الا شقی قیل

ومن الشقی قال الذی لا یعمل للہ بطاعۃ ولا یترک للہ معصیۃ

(امام احمدؒ ابن مردویہ) دوزخ میں نہ جائے گا مگر وہی جو بدبخت ہے عرض کیا گیا کہ

بدبخت کون ہے؟ فرمایا جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طاعت کا کوئی کام نہیں کرتا اور نہ

اللہ سبحانہ کی نافرمانی کے کاموں میں سے کسی کام کو چھوڑتا ہے۔" حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے

ہیں:۔ لتدخلن الجنۃ الا من یابی قالوا ومن یابی ان یدخل الجنۃ

فقرأ الذی کذب وتولی۔ (ابن جریر) تم سب کے سب جنت میں داخل ہو گے

مگر وہ شخص جو انکار کرے۔ لوگوں نے کہا بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کریگا

تو آپ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے:۔ (انکار وہی کریگا) جو جھٹلائے اور منہ

پھیرلے‘‘ یہ تو حدیث مرسل ہے۔ مرفوع حدیث میں ہے:۔

حضورؐ کا مطیع سعید اور منکر شقی ہے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کل امتی یدخل الجنة یوم القیامة الامن ابی قالوا ومن یابی یا رسول الله؟ قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی۔ (امام احمدؒ بخاری) ’’میرا ہر ایک امتی قیامت کے دن جنت میں جائے گا مگر جو انکار کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہو گا جو انکار کرے گا۔ فرمایا جس نے میری نافرمانی کی بس وہی منکر ہے‘‘ یہاں نافرمان سے منکر مراد ہے۔ حضرت ابوامامہؓ کی روایت میں اس سے زیادہ وضاحت ہے۔ فرماتے ہیں (کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ لا یبقی احد من هذه الامة الا ادخله الله الجنة الامن شرد علی الله کما یشرد البعیر السوء علی اهله فمن لم یصدقنی فان الله تعالی یقول لا یصلاها الا الاشقی الذی کذب وتولی یقول لا یصلاها الا الاشقی الذی کذب بما جاء به محمد صلی الله علیه وسلم وتولی عنه۔ (سعید بن منصورؒ ابن ابی حاتمؒ ابن المنذرؒ طبرانیؒ ابن مردویہ) اس امت سے کوئی بھی ایسا نہیں رہیگا مگر اللہ سبحانہ اس کو جنت میں لیجا داخل فرمائیگا

مگر وہ جو رجوع الی اللہ سے بھاگ جانا چاہے جیسا کہ شریر اونٹ اپنے مالک کے پاس سے بھاگ جانا چاہتا ہے۔ پس جس کسی نے میری تصدیق نہیں کی تو اس کی نسبت اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے لا یصلاھا الّا الاشقی الذی کذّب وتولّی نہیں گرتا ہے آگ میں مگر وہی جو سب سے زیادہ بدبخت ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو جھٹلاتا اور اس سے منہ پھیر لیتا ہے'' یہ اشارہ ہے امیہ بن خلف اور ابی بن خلف، اور ان جیسے کفار کی طرف، جو دین اسلام کی تکذیب اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے میں لگے ہوئے تھے۔

عرض فقیر اس آیۂ کریمہ اور احادیث شریفہ سے پایا جاتا ہے کہ تمام صحابہ کرام جنتی ہیں ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ تمام امت کا اجماع ہے کہ جملہ صحابہ کرام عادل ہیں محدثین کے پاس ان پر جرح و تعدیل نہیں ان کی روایات مقبول ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا:۔ وکُلًّا وَّعد اللہ الحسنیٰ ہر ایک سے اللہ نے وعدہ فرما لیا ہے بہترین بھلائی (یعنی جنت) کا'' اور فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ (تم اے جماعت صحابہ!) امت کے بہترین لوگ ہو جو تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے وجود میں لائے گئے ہو'' اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ لا تمس النار مسلما رأنی۔ (ترمذی عن جابرؓ) کسی مسلمان کو جس نے مجھے

مجھے دیکھا آگ کبھی نہ چھو سکے گی" یہ بھی فرمایا: — اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے تم جس کسی کی بھی اقتدا کروگے راہِ راست پر رہوگے" یہ بھی ارشاد ہوا۔ ھم قوم لا یشقی جلیسھم ولا یخاب انیسھم (صحیحین) یہ ایسی قوم ہے جن کی صحبت میں رہنے والا شقی نہیں ہوسکتا اور ان سے محبت اور انست رکھنے والا نقصان اور گھاٹے میں نہیں رہ سکتا" یہ ارشاد صلحائے امت کے باب میں ہے پھر جو سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف رکھتے ہوں ان کا کیا کہنا۔ فایّاکم وایّاھم۔ خبردار ان کی شان میں کلام کرنے سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا" واللہ الموفق۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ الَّذِیْ يُؤْتِیْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰی ۚ اور بچا

لیا جائے گا اس سے سب سے زیادہ پرہیزگار جو دیا کرتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو"

اتقی کی تفسیر یعنی نار دوزخ سے محفوظ رکھا جائے گا پرہیزگاروں کو جن کا مال راہ خدا میں خرچ ہوتا رہتا ہے اور اس سے ان کا مقصد تزکیۂ نفس ہے جس کیلئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی۔ مفسرین کرام کا اتفاق ہے کہ یہ آیۂ کریمہ حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی۔ اور یہاں "الاتقی" سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔

اتقی کی صفت الذی یؤتی مالہ یتزکی۔ جو دیا کرتا ہے اپنا مال دل کی صفائی اور تزکیہ کے لئے" حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں:۔ ان ابابکر الصدیق اعتق سبعۃ کلھم یعذب فی اللہ بلال و عامر بن فھیرۃ و النھدیۃ و ابنتھا و زنیرۃ و ام عیسی و امۃ بنی مؤمل۔ فنزلت وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی۔ (ابن ابی حاتم) حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سات آدمیوں کو (خرید کر) آزاد کیا جن میں سے ہر ایک کو محض مسلمان ہو جانے کی بنا پر مبتلائے عذاب رکھا گیا تھا۔ وہ سات نفوس یہ ہیں:۔ حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ، نہدیہؓ اور ان کی دخترؓ، زنیرہؓ، ام عیسیٰؓ اور بنی مومل کی ایک کنیزؓ اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں:۔ وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی۔ یہاں کلمہ یؤتی فعل مضارع تکرار فعل پر دلالت کرتا ہے کہ اپنا مال تزکیۂ نفس کی خاطر خرچ کرتے رہتے ہیں" حضرت ابو الدحداحؓ نے ایک دفعہ خرچ کیا تھا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے صرف حضرت بلالؓ ہی کو آزاد نہیں کرایا بلکہ یہ عادت شریفہ جاری رہی تا آنکہ عادت ثانیہ ہو گئی اور نص قطعی سے اس کو قرار و دوام بخشا گیا۔ حضرت عروہؓ کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے اور بھی آگے بیان کیا جائے گا۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰىٓ ۙ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۧ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف رضا کی خواستگاری ہے اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے، اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔"

شان نزول | مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد فرمایا اور گراں تر قیمت ادا کی تو مشرکین کو بڑا تعجب ہوا۔ کہنے لگے کہ ابوبکرؓ پر بلالؓ کا کوئی زبردست احسان ہوگا جبھی تو اتنی گراں قیمت ادا کر کے اپنے پر سے اس احسان کو اتارنا چاہا ہے۔ اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں کہ ابوبکر پر نہ بلال کا اور نہ کسی کا کوئی احسان ہے جس کا بدلہ ابوبکر دیتے۔ بلکہ بلال کو جو آزاد کیا ہے اس سے محض اپنے پروردگار بزرگ و برتر کی خوشنودی مطلوب ہے اور محض رضائے الٰہی حاصل ہونے کے لئے انھوں نے یہ عظیم الشان خدمت دین اسلام کی انجام دی ہے۔ اور عنقریب رضائے الٰہی ان کو حاصل ہوگی۔ اور ان کا رب ان سے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمائیگا۔ اس واقعہ کی تائید روایت ذیل سے بھی ہوتی ہے:۔

مضمون بالا کی تائید | حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں:۔ قال ابو قحافة لابی بکر اراك تعتق رقابا ضعافا فلو انك اذ فعلت ما فعلت اعتقت

رقابا جلدا یمنعونک ویقومون دونک فقال یا ابت انما ارید وجہ اللہ فنزلت ھذہ الآیات فیہ (حاکم بروایت صحیحہ) حضرت ابو قحافہؓ نے (اپنے فرزند) ابوبکر صدیقؓ سے کہا میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ تم ضعیف و ناتواں کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کرتے ہو۔ تمھیں جو کچھ کرنا ہے وہ کرتے وقت اگر طاقتور، قوی توانا غلاموں کو آزاد کیا کرتے تو وہ (دشمنوں سے) تمھاری حفاظت کرتے (کیونکہ تمھارے دشمن بہت ہیں) اور جب تم موجود نہ رہو تو وہ تمھارے کام انجام دیتے اور تمھاری مدد کیا کرتے۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبرؓ نے جواب دیا:۔ باباجان! میں اس عمل سے صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتا ہوں (اور کوئی صلہ غلاموں سے نہیں چاہتا) اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔"

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی کا وعدہ جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا ہے بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے:۔ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی۔ اور عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو اتنا دیگا کہ آپ بھی خوش ہو جاؤ گے۔" حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے:۔ ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر (تاریخ الخلفاء) کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا

جتنا کہ مجھے ابوبکر کے مال نے نفع پہنچایا۔" اور یہ فرماتے کہ جس کسی نے میرے ساتھ حسن سلوک کیا میں نے اسکی مکافات کردی ہے مگر ابوبکرؓ کے خدمات کی میں مکافات نہ کرسکا۔ اللہ سبحانہ اس کی مکافات فرمائے گا۔

صدیق اکبرؓ کا آغاز اور انجام کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جس وقت مشرف باسلام ہوئے چالیس ہزار دینار کے مالک تھے۔ اور جب وفات کا وقت آپہنچا تو آپ کے پاس کچھ نہ تھا وصیت فرمائی کہ دو چادریں جو اس وقت میں پہنا ہوا ہوں انھیں میں میری تجہیز و تکفین کی جائے۔ نئے کپڑوں کی احتیاج زندوں کو زیادہ رہتی ہے۔ مرنے والے کا حال یہ ہے کہ اگر وہ نیک ہوگا تو اللہ سبحانہ اس سے کہیں بہتر حلہ بہشت پہنائیگا۔ اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو جو لباس میت کو پہنایا گیا ہے وہ بھی اتار لیا جائے گا۔ ان روایات سے ظاہر ہے کہ چالیس ہزار دینار اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں صرف ہوئے جسکی شہادت حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے مل رہی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔

الحمد للہ کہ سورۂ لیل کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔